مُزَارَعَةُ

مفتی وزیر احمد، جامعہ ضیائے مدینہ، لیہ

(تیسری قسط)

حکمِ مزارعتِ فاسدہ:

''مزارعتِ فاسدہ کا اجمالی حکم یہ ہے۔ شریکین میں سے بیج جس کی طرف سے ہو، پیداوار اس کی ہوگی، دوسرے کو پیدوار سے کچھ نہیں ملے گا۔ مزارع کی طرف سے بیج ہو تو زمیندار کو اجرت مثلی ملے گی، زمیندار کی جانب سے بیج اگر ہو تو مزارع کو اجرت مثلی دی جائے گی، پیداوار اگر چہ نہ ہو''۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اَنَّ الْخَارِجَ یَکُوْنُ کُلُّهٗ لِصَاحِبِ الْبُذْرِ،سَوَاءٌ کَانَ رَبَّ الْاَرْضِ اَوِلْمُزَارِعَ...اَنَّ الْبُذْرَ اِذَاکَانَ مِنْ قِبَلِ صَاحِبِ الْاَرْضِ کَانَ لِلْعَامِلِ عَلَیْهِ اَجْرُالْمِثْلِ لِاَنَّ الْبُذْرَ اِذَاکَانَ مِنْ قِبَلِ صَاحِبِ الْاَرْضِ کَانَ هُوَمُسْتَاجِرًالِلْعَامِلِ فَاِذَافَسَدَتِ الْاِجَارَةُ وَجَبَ اَجْرُ مِثْلِ عَمَلِهٖ .وَاِذَاکَانَ الْبُذْرُ مِنْ قِبَلِ الْعَامِلِ کَانَ عَلَیْهِ لِرَبِّ الْاَرْضِ اَجْرُمِثْلِ اَرْضِهٖ .لِاَنَّ الْبُذْرَاِذَاکَانَ مِنْ قِبَلِ الْعَامِلِ یَکُوْنُ هُوَ مُسْتَاجِرًالِلْاَرْضِ فَاِذَافَسَدَتِ الْاِجَارَةُ یَجِبُ عَلَیْهِ اَجْرُمِثْلِ اَرْضِهٖ''۔

''(مزارعت فاسدہ میں) مکمل پیداوار بیج والے کی ہوگی،خواہ بیج زمیندار کی جانب سے ہو یا مزارع کی طرف سے۔ تخم زمیندار کی جانب سے جب ہو تو عامل (مزارع) کے لیے اجرت مثلی ہوگی۔ کیونکہ بیج رب الارض کی طرف سے جب ہوگا تو وہ مستاجر للعامل ٹھہرے گا،اوراجارہ جب فاسد ہو تو (اجیر کے لیے) اجرت مثلی ہوتی ہے۔ بیج مزارع کی جانب سے جب ہو تو پھر اس پر رب الارض کے لیے (کھیت کی) اجرت مثلی ہوگی۔ کیونکہ بیج عامل کی جانب سے جب ہو تو پھر وہ مستاجر للعامل ٹھہرے گا اور مزارعت فاسدہ کی صورت میں مزارع پر کھیت کی اجرت مثلی واجب ہوگی''۔ (بدائع الصنائع:۵/۵۶۲،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" وَاِذَافَسَدَتْ فَالْخَارِجُ لِصَاحِبِ الْبَذْرِ لِاَنَّهٗ نَمَاءُ مِلْکِهٖ وَاِسْتِحْقَاقُ الْاَجْرِبِالتَّسْمِیَۃِ وَقَدْ فَسَدَتْ فَبَقِیَ النَّمَاءُ کُلُّهٗ لِصَاحِبِ الْبَذْرِ .وَلَوْکَانَ الْبَذْرُمِنْ قِبَلِ رَبِّ الْاَرْضِ فَلِلْعَامِلِ اَجْرُمِثْلِهٖ لَایُزَادُ عَلٰی مِقْدَارِ مَاشَرَطَ لَهٗ مِنَ الْخَارِجِ لِاَنَّهٗ رَضِیَ بِسُقُوْطِ الزِّیَادَۃِ وَھٰذَا عِنْدَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَھُمَااللّٰهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَجْرُمِثْلِهٖ بَالِغًامَابَلَغَ لِاَنَّهٗ اِسْتَوْفٰی مَنَافِعَهٗ بِعَقْدٍ فَاسِدٍ فَتَجِبُ عَلَیْهِ قِیْمَتُھَا اِذْلَامِثْلَ لَھَا وَقَدْمَرَّفِی الْاِجَارَاتِ وَاِنْ کَانَ مِنْ قِبَلِ الْعَامِلِ فَلِصَاحِبِ الْاَرْضِ اَجْرُمِثْلِ اَرْضِهٖ لِاَنَّهٗ اِسْتَوْفٰی مَنَافِعَ الْاَرْضِ بِعَقْدٍ فَاسِدٍفَیَجِبُ رَدُّھَا وَقَدْ تَعَذَّرَوَلَامِثْلَ لَھَافَیَجِبُ رَدُّ قِیْمَتِھَاوَھَلْ یُزَادُ عَلٰی مَاشَرَطَ لَهٗ مِنَ الْخَارِجِ فَھُوَ عَلَی الْخِلَافِ الَّذِیْ ذَکَرْنَاهُ".

,,مزارعت جب فاسد ہوگی تو پیداوار بیج والے کی ہوگی ۔کیونکہ یہ اس کے ملک (تخم) میں اضافہ ہوا ہے اوردوسرے کا استحقاق تسمیہ (شرط) کی وجہ سے ہے اوروہ فاسد ہوگیا ہے۔تو بڑھوتری مکمل بیج والے کی باقی رہی ۔بیج زمیندار کی طرف سے اگر ہوتو مزارع لیے اجرت مثلی ہوگی اوروہ بھی مقدار مشروط سے زائد نہیں ہوگی۔ کیونکہ مزارع کی اضافی کے سقوط میں رضا ہے اوریہ شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک ہے اورامام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عامل کے لیے(بلاتحدید)اجرت مثلی ہوگی ۔خواہ جس قدربھی ہو(عامل کے لیے جوشرط کی گئی تھی اجرت مثلی اگراس سے بڑھ بھی جائے تو پھربھی مکمل دی جائے گی) کیونکہ کھیت کے مالک نے مزارع کے منافع عقدِفاسد کے ذریعہ حاصل کیے ہیں ۔لہٰذا اب اس پر منافع کی قیمت واجب ہوگی۔ چونکہ منافع کی مثل نہیں ہے اوریہ مسئلہ ,,اجارات،، میں گذر چکا ہے۔

''تخم مزارع کی جانب سے اگر ہو،تو کھیت والے کواس کے کھیت کی اجرت مثلی ملے گی۔کیونکہ مزارع نے عقد فاسد کے ذریعے منافع ارض حاصل کیے ہیں توان کاواپس کرناضروری ہے۔ اورایسا کرنابھی متعذر ہے چونکہ منافع کامثل نہیں ہے ۔لہٰذا لامحالہ منافع کی قیمت اداکرنی ضروری ہے۔اوررہا یہ مسئلہ کہ قیمت پیداوارکی شرط سے بڑہائی جائے گی یانہ تو یہ اُسی اختلاف پرمبنی ہے جوہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔

(ہدایہ:۴/۴۲۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" اَنَّ الْبَذْرَاِنْ کَانَ مِنْ قِبَلِ رَبِّ الْاَرْضِ کَانَ لِلْعَامِلِ عَلَیْهِ اَجْرُالْمِثْلِ،وَاِنْ کَانَ الْبَذْرُمِنَ الْعَامِلِ کَانَ لِرَبِّ الْاَرْضِ عَلَیْهِ اَجْرُمِثْلِ اَرْضِهٖ ،ثُمَّ اِنَّ الَّذِیْ یَدْفَعُ الْبَذْرَ یَکُوْنُ لَهٗ کُلُّ الْخَارِجِ مِنَ الْاَرْضِ فَاِذَاکَانَ مِنْ قِبَلِ صَاحِبِ الْاَرْضِ اِسْتَحَقَّ الْخَارِجَ وَدَفَعَ لِلْعَامِلِ اَجْرَمِثْلِ الَّذِیْ یَسْتَحِقُّهٗ عَلٰی عَمَلِهٖ ،فَالْخَارِجُ کُلُّهٗ حَلَالٌ لَهٗ ،فَلَا یَلْزَمُ بِالتَّصَدُّقِ بِشَیْءٍ مِّنْهُ ،اَمَّااِنْ کَانَ الْبَذْرُ

مِنْ قِبَلِ الْعَامِلِ وَاسْتَحَقَّ الْخَارِجَ مِنَ الْاَرْضِ وَدَفَعَ لِرَبِّ الْاَرْضِ اُجْرَةَ مِثْلِ اَرْضِهٖ فَالْخَارِجُ كُلُّهٗ لَايَطِيْبُ لَهٗ ،بَلِ الَّذِيْ يَحِلُّ لَهٗ اَخْذَهٗ مِنَ الْخَارِجِ هُوَقَدْرُبَذْرِهٖ وَقَدْرُاُجْرَةِالْاَرْضِ الَّتِيْ دَفَعَهَا وَيَتَصَدَّقُ بِمَازَادَ عَنْ ذٰلِكَ... اَنَّ اُجْرَةَالْمِثْلِ لَايَجِبُ فِي الْمُزَارَعَةِ الْفَاسِدَةِ مَالَمْ يُوْجَدْ اِسْتِعْمَالُ الْاَرْضِ وَاِذَا لَمْ يَعْمَلِ الْمُزَارِعُ فِي الْاَرْضِ شَيْئًا فَلَايَجِبُ لَهٗ اَجْرُ مِثْلِ الْعَمَلِ ،كَمَالَايَجِبُ عَلَيْهِ اَجْرُمِثْلِ الْاَرْضِ فَاِذَااسْتُعْمِلَتِ الْاَرْضُ وَجَبَ اَجْرُالْمِثْلِ وَاِنْ لَمْ تُخْرِجْ شَيْئًا".

"تخم رب الارض کی جانب سے اگر ہوتو اس پر عامل کے لیے اجرت مثلی ہوگی،اورمزارع کی طرف سے بیج اگر ہو،تو رب الارض کے لیے اس پر اس کی زمین کی مثل اجرت ہوگی اورکھیت کی مکمل پیداوار بیج دینے والے کی ہوگی ۔بیج رب الارض کی طرف سے اگر ہوتو مکمل پیداوار کا حقدار وہ ہوگا اورمزارع کی اجرت مثلی دے گا،اورمکمل پیداواراس کے لیے حلال ہوگی،اس سے کچھ کا بھی صدقہ کرنالازم نہیں ہوگا۔بہرحال بیج مزارع کی جانب سے اگر ہوتو کھیت کی پیداوار کا استحقاق اسی کا ہوگا اورزمین دارکواس کے کھیت کی مثل اجرت دے گا۔البتہ مکمل پیداواراس کے لیے پاکیزہ اورحلال نہیں ہوگی ،بلکہ پیداوار سے تخم اورکھیت کی اجرت کی مقدارلینااس کے لیے طیب اورحلال ہوگی،ان دواشیاء کی مقدار سے زائد پیداوار کامزارع صدقہ کردے۔مزارعت فاسدہ میں کھیت کے استعمال سے قبل اجرت مثلی واجب نہیں ہوتی اورمزارع کے کھیت میں کام کرنے سے پہلے اس کے لیے بھی اجرت مثلی ضروری نہیں ۔جیسا کہ اس پر زمین کی اجرت مثلی لاگونہیں ہوتی ۔اورزمین جب استعمال کی جائے گی بعدازاں اجرت مثلی ضروری ہوگی،پیداواراگرچہ بالکل نہ ہو"۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:٣/١٤،المکتبۃ العصریہ صیدابیروت)

اسی سلسلہ میں علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَاِذَااسْتَحَقَّ رَبُّ الْاَرْضِ الْخَارِجَ لِبَذْرِهٖ فِي الْمُزَارَعَةِ الْفَاسِدَةِ طَابَ لَهٗ جَمِيْعُهٗ لِاَنَّ النَّمَاءَ حَصَلَ فِيْ اَرْضٍ مَمْلُوْكَةٍ وَاِنِ اسْتَحَقَّهُ الْعَامِلُ اَخَذَ قَدْرَ بَذْرِهٖ وَقَدْرَ اَجْرِ الْاَرْضِ وَتَصَدَّقَ بِالْفَضْلِ لِاَنَّ النَّمَاءَ يَحْصُلُ مِنَ الْبَذْرِ وَيَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ وَفَسَادُ الْمِلْكِ فِيْ مَنَافِعِ الْاَرْضِ اَوْجَبَ خُبْثًا فِيْهِ فَمَاسَلِمَ لَهٗ بِعِوَضٍ طَابَ لَهٗ وَمَالَاعِوَضَ لَهٗ تَصَدَّقَ بِهٖ".

"زمیندارمزارعت فاسدہ میں تخم کی وجہ سے پیداوار کا جب حقدارٹھہرے،تو مکمل پیداواراس کے لیے طیب اورحلال ہے۔کیونکہ بڑھوتری اس کے مملوکہ کھیت سے حاصل ہوئی ہے۔مزارع (مزارعت فاسدہ میں)کھیت سے حاصل ہونے والے غلہ وغیرہ کااگر مستحق ہوتو وہ فقط بیج اورکھیت کی بقدراجرت لے گا۔زائد کاصدقہ کردے گا چونکہ بڑھوتری تخم سے حاصل ہوتی ہے اورکھیت سے نکلی ہے ۔اورمنافع ارض میں ملک

کا فساد اس میں خبث لازم کرتا ہے۔لہذا عوض کے بدلے مزارع کو جو سپرد ہو وہ اس کے لیے طیب اور حلال ہوگا اور بلاعوض جو ملے اس کا صدقہ کردے ۔نیز لکھتے ہیں مزارعت میں زمیندار کی طرف سے دوارکان جمع کرنے کی وجہ سے فساد اگر پیدا ہو جائے تو پھر عامل پر فقط کھیت کی اجرت مثلی ادا کرنی لازم نہیں ، بلکہ دونوں اشیاء کی اجرت ادا کرے گا''۔

مزید لکھتے ہیں:

"وَلَوْجَمَعَ بَيْنَ الْاَرْضِ وَالْبَقَرِحَتّى فَسَدَتِ الْمُزَارَعَةُ فَعَلَى الْعَامِلِ اَجْرُمِثْلِ الْاَرْضِ وَالْبَقَرِهُوَ الصَّحِيْحُ "

,,زمین اور بیل (زمیندار نے)اگر جمع کئے حتی کہ مزارعت فاسد ہوگئی تو مزارع کھیت اور بیل دونوں کی اجرت مثلی ادا کرے گا''۔(ہدایہ:۴/۴۲۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی اور علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں:

"(وَمَتٰى فَسَدَتْ فَالْخَارِجُ لِرَبِّ الْبَذْرِ)لِاَنَّهٗ نَمَاءُ مَلَكِهٖ(وَ)يَكُوْنُ (لِلْآخَرِاَجْرٌ مِثْلُ عَمَلِهٖ اَوْاَرْضِهٖ وَلَايُزَادُعَلَى الشَّرْطِ)وَبَالِغًامَابَلَغَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ(وَاِنْ لَمْ يَخْرُجْ شَيْءٌ)فِي الْفَاسِدَةِ(فَاِنْ كَانَ الْبَذْرُمِنْ قِبَلِ الْعَامِلِ فَعَلَيْهِ اَجْرُ مِثْلِ الْاَرْضِ وَالْبَقَرِوَاِنْ كَانَ مِنْ قِبَلِ رَبِّ الْاَرْضِ فَعَلَيْهِ اَجْرٌ مِثْلُ الْعَامِلِ)".

''مزارعت جب فاسد ہو تو پیداوار رب البذر کی ہوگی ۔کیونکہ اس کی ملکیت (تخم میں) اضافہ اور بڑھوتری ہوئی ہے۔ اور دوسرے کے لیے اس کے عمل یا کھیت کی اجرت مثلی اِس قدر ہوگی جو شرط سے زائد نہیں ہوگی ۔مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس قدر بھی اجرت مثلی ہوگی اتنی لازم ہوگی (خواہ شرط سے زائد بھی ہو)(مزارعت فاسدہ زمیندار یا عامل پر اجرت مثلی بہر صورت ہوگی) خواہ پیداوار ہو یا نہ ہو۔تخم عامل کی جانب سے اگر ہو تو اس پر کھیت اور بیل دونوں کی اجرت مثلی ہوگی ۔بیج زمیندار کی طرف سے اگر ہو تو پھر اس پر عامل کی اجرت مثلی ادا کرنا ہوگی''۔(تنویر الابصار اور درمختار مع شامی:۵/۱۹۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

عقد مزارعت فسخ کرنا؟۔

عقد مزارعت طئے کرنے کے بعد شریکین میں سے کسی ایک کے لیے بلاعذر عہد شکنی درست نہیں ہے، کیونکہ ایسا کرنے میں ایک شریک دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے۔

''البتہ عذر کی بنا پر عقد مزارعت فسخ کرنے میں مضائقہ نہیں ہے اور نہ ہی قاضی مجبور کرسکتا ہے۔مزارع ایسی مرض اور تکلیف میں اگر مبتلا ہو جائے جو عمل کے لیے مانع ہے یا بارانی کھیت میں ,,سیلاب،وتر،، بہت کم

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

ہونے کی وجہ سے بیج کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، دریاؤں کے آس پاس کھیت میں سیلاب آنے کا قوی امکان ہے۔ تو ان حالات میں رب البذر اگر رک جائے تو اسے مجبور نہیں کیا جائے گا''۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وَاِذَاعُقِدَتِ الْمُزَارَعَةُ فَامْتَنَعَ صَاحِبُ الْبُذْرِمِنَ الْعَمَلِ لَمْ يُجْبَرْ عَلَيْهِ لِاَنَّهُ لَايُمْكِنُهُ الْمُضِيُّ فِيْ الْعَقْدِاِلَّابِضَرَرٍ يَلْزَمُهُ...وَاِ نِ امْتَنَعَ الَّذِیْ لَيْسَ مِنْ قِبَلِهِ الْبَذْرُ اَجْبَرَهُ الْحَاكِمُ عَلَى الْعَمَلِ لِاَنَّهُ لَايَلْحَقُهُ بِالْوَفَاءِ بِالْعَقْدِ ضَرَرٌوَالْعَقْدُ لَازِمٌ بِمَنْزِلَةِ الْاِجَارَةِ اِلَّااِذَا كَانَ عُذْرٌيَفْسَخُ بِهِ الْاِجَارَةَ فَيَفْسَخُ بِهِ الْمُزَارَعَةَقَالَ وَلَوامْتَنَعَ رَبُّ الْاَرْضِ وَالْبَذْرُ مِنْ قِبَلِهِ وَقَدْ كَرَبَ الْمُزَارِعُ الْاَرْضَ فَلَاشَیْءَ لَهُ فِیْ عَمَلِ الْكِرَابِ قِيْلَ هَذَا فِیْ الْحُكْمِ فَاَمَّافِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَلْزَمُهُ اِسْتِرْضَاءُ الْعَامِلِ لِاَنَّهُ غَرَّهُ فِیْ ذٰلِكَ''

'' اورعقد مزارعت جب ہوجائے پھر بیج والا (کاشتکاری کے) عمل سے رک جائے، تو اس کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ رب البذر کو بجز ایسے ضرر کے جو اس کو لازم ہوگا عقد نبھانا ممکن نہیں ۔۔۔اور جس شخص کی طرف سے بیج نہیں وہ اگر (مزارعت سے) رک جائے تو حاکم اس کو عمل پر مجبور کرے گا۔ کیونکہ اسے وفا بالعقد سے ضرر لاحق نہیں ہوگا اور عقد (مزارعت) لزوم میں بمنزل اجارہ کے ہے سوائے ایسے عذر کے جس کے باعث اجارہ فسخ ہوجاتا ہے لہذا مزارعت بھی عذر کی بنا پر فسخ کردی جائے گی۔ زمیندار اگر (عقد مزارعت سے) رک جائے اور بیج بھی اس کی طرف سے ہے اور مزارع نے کھیت میں ہل وغیرہ بھی چلایا ہے تو اسے ہل جوتنے کا کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ یہ حکم قضاءً ہے اور دیانۃً اس پر لازم وضروری ہے کہ مزارع کو راضی کرے ۔کیونکہ زمیندار نے اسے دھوکہ دیا ہے''۔

عقد مزارعت کے بعد زمیندار کا کھیت فروخت کرنا؟۔

عقد مزارعت کے بعد زمیندار کا کھیت فروخت کرنا چند انواع پر مشتمل ہے۔

۱۔ زمیندار محض کاروبار اور منافع خوری کی بنا پر کھیت فروخت کرنا چاہتا ہے۔

۲۔ بھاری قرض کی وجہ سے زمین فروخت کرنا چاہتا ہے اور مزارع نے ابھی کھیت میں ہل چلائے ہیں فصل کاشت نہیں کی۔

۳۔ کھیتی اُگنے کے بعد رب الارض قرض کی وجہ سے زمین فروخت کرنا چاہتا ہے۔

پہلی صورت کے مطابق زمیندار کے لیے کھیت فروخت کرنا ناجائز ہے، دوسری صورت کے مطابق

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر

جائز اور تیسری قسم کے تحت مقروضیت کی بناپر کاشتہ زمین بیچنا نادرست ہے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاِذَافُسِخَتِ الْمُزَارَعَةُ بِدَيْنٍ فَادِحٍ لَحِقَ صَاحِبَ الْاَرْضِ فَاحْتَاجَ اِلٰى بَيْعِهَا فَبَاعَ جَازَ كَمَافِىْ الْاِجَارَةِ وَلَيْسَ لِلْعَامِلِ اَنْ يُطَالِبَهُ بِمَاكَرَبَ الْاَرْضَ وَحَفَرَ الْاَنْهَارَ بِشَيْءٍ لِاَنَّ الْمَنَافِعَ اِنَّمَاتَتَقَوَّمُ بِالْعَقْدِ وَهُوَاِنَّمَاقُوِّمَ بِالْخَارِجِ فَاِذَا انْعَدَمَ الْخَارِجُ لَمْ يَجِب شَيْءٌ.وَلَوْنَبَتَ الزَّرْعُ وَلَمْ يُسْتَحْصَدْ لَمْ تُبَعُ الْاَرْضُ فِىْ الدَّيْنِ حَتّٰى يُسْتَحْصَدَ الزَّرْعُ لِاَنَّ فِىْ الْبَيْعِ اِبْطَالَ حَقِّ الْمُزَارِعِ وَالتَّاخِيْرُ اَهْوَنُ مِنَ الْاِبْطَالِ

''بھاری قرض جورب الارض کولاحق ہوگیا(اس کے تلے دب جانے کی وجہ سے زمیندار)کھیت فروخت کرنے کامحتاج ہوگیا،جس کی بناپرمزارعت فسخ کردی گئی اورزمیندار نے زمین بیچ ڈالی،توجائز ہے جیسے اجارہ میں۔اورمزارع کو ہل جوتنے اورنالیاں (کھال) کھودنے کے عوض کچھ طلب کرنے کاحق نہیں۔کیونکہ منافع عقد کی وجہ سے متقوم ہوتے ہیں اوران کی قیمت پیداوار کے ساتھ لگائی گئی ہے۔لہذا پیداوار جب معدوم ہوگئی تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔(لیکن یہ حکم قضاء ہے، دیانۃً زمیندارمزارع کوراضی اورخوش کرے چونکہ اسے دھوکہ ہواہے)ہاں کھیتی اُگ آئی ہے اورکاٹی نہیں گئی تو قرض میں زمین فروخت نہیں کی جائے گی حتی کہ فصل کاٹ لی جائے۔کیونکہ بیع میں ابطال حق مزارع ہے اورتاخیرابطال سے آسان ہے''۔ (ہدایہ:۴/۴۲۸،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شریکین میں سے کوئی اگرفوت ہوجائے۔

زمینداراورمزارع میں سے کوئی ایک اگرفوت ہوجائے تواس وقت کھیت کے احوال کی ممکنہ چارصورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ شریکین کے مابین فقط معاعدہ ہوا،مزارع نے زمین میں کوئی عمل شروع نہیں کیاتھا کہ رب الارض یامزارع فوت ہوگیا۔

۲۔ مزارع نے کھیت میں ہل وغیرہ چلائے ،،کھال،،اورنالیاں بنالیں تھیں اورابھی فصل کاشت نہیں کی تھی کہ کھیت کامالک فوت ہوگیا۔

۳۔ کاشتکارنے عقدمزارعت کے بعدکھیت میں ،،ہل،،چلائے،نالیاں بنائیں تخم ریزی کاعمل مکمل کرلیاکھیتی اُگ آئی اورہنوزفصل کے مکمل طورتیارہونے اورپکنے سے ٹائم باقی تھاکہ رب الارض فوت ہوگیا۔

۴۔ چندسال فصل کاشت کرنے کاباہم معاہدہ تھاکہ پہلے سال کی فصل کٹنے سے قبل کھیت کامالک فوت

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ھجری اورسن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

ہوگیا۔

مندرجہ چاروں صورتوں کا حکم ایک دوسرے سے مختلف ہے۔البتہ پہلی اور دوسری صورت کا حکم ایک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دونوں صورتوں کے مطابق پہلی صورت میں مزارعت باطل ہوجائے گی اور دوسری صورت میں مزارعت ٹوٹ جائے گی۔

چنانچہ علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَإِذَامَاتَ اَحَدُ الْمُتَعَاقِدَيْنِ بَطَلَتِ الْمُزَارَعَةُ اِعْتِبَارًا بِالْإِجَارَةِ وَقَدْ مَرَّ الْوَجْهُ فِيْ الْإِجَارَاتِ...وَلَوْمَاتَ رَبُّ الْاَرْضِ قَبْلَ الزِّرَاعَةِ بَعْدَ مَاكَرَبَ الْاَرْضَ وَحَفَرَ الْاَنْهَارَ اِنْتَقَضَتِ الْمُزَارَعَةُ لِاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ اِبْطَالُ مَالٍ عَلَى الْمُزَارِعِ وَلَاشَيْئَ لِلْعَامِلِ بِمُقَابَلَةِ مَاعَمِلَ كَمَانُبَيِّنُهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى"۔

''زمینداراورمزارع میں سے کوئی ایک اگرمرجائے تومزارعت باطل ہوجائے گی,,کرایہ،،کے مسائل پر قیاس کرتے ہوئے اوراس کی وجہ بھی ,,اجارات،، میں گذر چکی ہے اور کھیت میں ہل چلانے ،نالیاں کھودنے کے بعد اور کاشت سے قبل زمیندار اگرمرجائے تو مزارعت ٹوٹ جائے گی،کیونکہ ایسا کرنے میں مزارع کے حال کا ابطال نہیں ہے اور مزارع کے لیے عمل کے مقابلہ میں کوئی شئی نہیں ہوگی۔جیسا کہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے''۔

(ہدایہ:۴/۴۲۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مزید لکھتے ہیں۔

"وَإِذَامَاتَ اَحَدُالْمُتَعَاقِدَيْنِ وَقَدْ عَقَدَالْإِجَارَةَلِنَفْسِهِ اِنْفَسَخَتْ لِاَنَّهُ لَوْبَقِيَ تَصِيْرُالْمَنْفَعَةُالْمَمْلُوْكَةُ بِهِ اَوِالْاُجْرَةُ الْمَمْلُوْكَةُ لِغَيْرِالْعَاقِدِمُسْتَحَقَّةً بِالْعَقْدِ"

''متعاقدین میں سے کوئی ایک اگرفوت ہوجائے اوراس نے عقداجارہ بھی اپنی ذات کے لیے کیاہوتواجارہ فسخ ہوجائے گا۔کیونکہ اگرعقدباقی رہے تواسکی منفعۃ مملوکہ یااجرت مملوکہ غیر عاقد کے لیے ثابت ہوگی''۔

(ہدایہ:۳/۳۱۷،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

تیسری صورت کاحکم:

''فصل کی کٹائی تک عقدمزارعت تو باقی رکھاجائے گا۔کیونکہ عذر کی بناپر جس طرح عقدمزارعت فسخ کیاجاتاہے ایسے مجبوری کے تحت باقی بھی رکھاجاتاہے''۔

یلزم مراعاۃ الشرط بقدر الامکان ☆ شرط کی رعایت بقدرامکان لازم ہوتی ہے

چوتھی صورت کا حکم:

اس صورت کا حکم یہ ہے: کھیت فصل کی کٹائی تک مزارع کے قبضہ میں رہے گی، بعدازاں بقیہ سالوں کا عقد مزارعت فسخ کردیا جائے گا۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَلَوْكَانَ دَفَعَهَا فِيْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ فَلَمَّانَبَتَ الزَّرْعُ فِيْ السَّنَةِ الْاُوْلٰى وَلَمْ يَسْتَحْصِدُالزَّرْعَ حَتّٰى مَاتَ رَبُّ الْاَرْضِ تَرَكَ الْاَرْضَ فِيْ يَدِالْمُزَارِعِ حَتّٰى يَسْتَحْصِدَالزَّرْعَ وَيَقْسِمَ عَلَى الشَّرْطِ وَتَنْتَقِضُ الْمُزَارَعَةُ فِيْمَابَقِيَ مِنَ السَّنَتَيْنِ لِاَنَّ فِيْ اِبْقَاءِ الْعَقْدِ فِي السَّنَةِ الْاُوْلٰى مُرَاعَاةً لِلْحَقَّيْنِ بِخَلَافِ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ لِاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ ضَرَرٌ بِالْعَامِلِ فَيُحَافِظُ فِيْهِمَاعَلَى الْقِيَاسِ.

”زمین تین سال کے لیے اگر دی اور پہلے سال کھیتی اگنے کے بعد اور کٹنے سے قبل زمیندار مرگیا تو کھیت مزارع کے ہاں فصل کی کٹائی تک رہے گا۔کھیتی کاٹ لینے کے بعد شرط کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ اور بقیہ دوسالوں کا (عقد مزارعت) ٹوٹ جائے گا۔کیونکہ پہلے سال میں عقد باقی رکھنے میں شریکین کے حق کی رعایت ہے۔البتہ دوسرے اور تیسرے کے لیے نقض مزارعت میں مزارع کا کوئی نقصان نہیں ہے۔لہذا قیاس کی محافظت کرتے ہوئے (آئندہ دوسال کے لیے مزارعت فسخ کر دی جائے گی“۔ (ہدایہ:۴/ ۴۲۷، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شریکین میں سے کوئی ایک کچی کھیتی اگر لینا چاہے؟۔

”متعاقدین میں سے کوئی ایک غیر پختہ اورقبل از وقت ”فصل“ اگر لینا چاہے تو اپنے شریک کار کی رضا کے بغیر لے سکتا ہے، نہ فروخت کرسکتا ہے۔بلکہ ”رب الارض“ کوتو یہ حق ہی نہیں پہنچتا۔کیونکہ ایسا کرنے میں مزارع کونقصان اور گھاٹا پہنچے گا۔

البتہ کاشتکار کی رضا بھی یہی ہوتو پھر مضائقہ نہیں“۔بعض بھلے مانس زمیندار ”عقد مزارعت“ انجام تک پہنچنے سے قبل یہ حرکت اس لئے کرتے ہیں تاکہ کھیت مشترکہ کھیتی سے خالی کراکے مزارع کو آئندہ کاشتکاری سے روک دیا جائے اور ”مستاجری“ پرزمین دے کر مزید مال وزر حاصل کرلیا جائے یا ذاتی فصل کاشت کرکے دوہری آمدنی حاصل کی جائے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”وَلَوْاَرَادَرَبُّ الْاَرْضِ اَنْ يَّاْخُذَالزَّرْعَ بَقْلًا لَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ لِاَنَّ فِيْهِ اِضْرَارًابِالْمُزَارِعِ وَلَوْاَرَادَالْمُزَارِعُ اَنْ يَّاْخُذَبَقْلًاقِيْلَ لِصَاحِبِ الْاَرْضِ اِقْلَعْ الزَّرْعَ فَيَكُوْنَ بَيْنَكُمَااَوْاَعْطِهٖ قِيْمَةَ

نَصِيبِهٖ اَوْ اَنْفِقْ اَنْتَ عَلَى الزَّرْعِ وَارْجِعْ بِمَاتُنْفِقُهٗ فِیْ حِصَّتِهٖ".

''زمیندار نے کچی ''فصل'' لینے کا اگرارادہ کیا تو اسے ایسا کرنا نادرست ہے۔کیونکہ اس میں مزارع کو(ایک نوع مالی) نقصان پہچانا ہے۔ہاں کاشتکار غیر پختہ کھیتی لینے کا اگرارادہ رکھتا ہے تو پھر(زمیندار کو تین اختیارات دیئے گئے ہیں)۔

۱۔ زمیندار سے کہا جائے ''کھیتی کاٹ لو،اور وہ تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگی۔

۲۔ (رب الاض مکمل کھیتی رکھ لے اور اسے کہا جائے) مزارع کو اس کے حصہ کی قیمت دے دے (یعنی مزارع کچی کھیتی بقدر اپنا حصہ زمیندار کو فروخت کرسکتا ہے)۔

۳۔ (یا ''رب الارض'' سے کہا جائے ''تم کھیتی پرخرچ کرو اور) فصل پکنے کے بعد اس کے حصہ میں جو تمھارا خرچ ہو چکا ہو گا وہ لے لینا۔

موصوف اس پر دلیل یہ دیتے ہیں:

''لِاَنَّ الْمُزَارِعَ لَمَّاامْتَنَعَ مِنَ الْعَمَلِ لَايُجْبَرُ عَلَيْهِ لِاَنَّ اِبْقَاءَ الْعَقْدِبَعْدَوُجُوْدِالْمُنْهِيِّ نَظَرٌلَهٗ وَقَدتَّرَکَ النَّظَرَلِنَفْسِهٖ وَرَبُّ الْاَرْضِ مُخَيَّرٌبَيْنَ هٰذِهِ الْخِيَارَاتِ لِاَنَّ بِكُلِّ ذٰلِکَ يُسْتَدْفَعُ الضَّرَرُ''.

''کیونکہ مزارع کام سے جب رک گیا تو اسے عمل پر مجبور نہیں کیا جائے گا،اس لئے کہ وجود منہی کے بعد عقد باقی رکھنا اس کے لئے بطریق شفقت تھا اور خود اس نے اپنے لئے ترک شفقت اختیار کیا۔(لہذا ایسے تناظر میں) زمیندار کو یہ اختیارات دئے گئے ہیں ۔کیونکہ انہیں اختیارات کے باعث ضرر سے بچایا جاسکتا ہے''۔

مزارع کی کوتاہی سے کھیتی اگر ضائع ہوجائے:

''کبھی چند وجوہات کی بنا پر فصلات تباہ ہو جاتی ہیں،مزارع کبھی نگرانی میں کوتاہی کرتا ہے۔جس کی وجہ سے لوگوں کے جانور کچی فصل کھا جاتے ہیں یا پھر کچھ لوگ گھاس وغیرہ نکالنے کے بہانہ اندرون سے کھیتی مختلف مقامات سے کاٹ لیتے ہیں،مزارع بروقت آبپاشی نہیں کرتا،خشکی کی وجہ سے فصل سوکھ جاتی ہے،جڑی بوٹیوں کو تلف کرتے وقت زہر پاشی کے دوران غیر مصدقہ زہریلی ادویات استعمال کرنے سے یا نہ تجربہ کار مزدور کو ایسا کام سپرد کرنے سے فصل تلف ہو جاتی ہے''۔

''مندرجہ وجوہات کی بنیاد پر زمیندار کا حق مزارع کی غفلت سے ضائع ہو جاتا ہے،جسکی وجہ سے وہ کبھی تو مزارع کو معاف کر دیتا ہے اور کبھی تاوان بھی وصول کرتا ہے نیز اسی بنا پر عقد مزارعت کے فسخ کا ارتکاب

بھی کیا جاتا ہے۔غرضیکہ اس سلسلہ میں ہرزمیندار کے اصول اپنے شعور کے تحت ہیں۔ حالانکہ شریکین کی فلاح اور بھلائی اس میں ہے کہ اس سلسلہ میں شرع نے جو اصول وضع کیے ہیں انکی روشنی میں ضمان وعدم ضمان کا فیصلہ کیا جائے۔ایسے مسائل کا اجمالی اور آسان حل یہ ہے کہ ,,مزارع کے ہاں فصلات امانت ہوتی ہیں،اس نے اگر تصرف بے جا کیا اوراس کی تعدی کی وجہ سے کھیتی ضائع ہوگئی یا نگہداشت اورنگرانی میں اتنی غفلت برتی کہ لوگوں کے جانور اسے کھاگئے یاچوروں نے کچی یا پکی فصل کاٹ لی تو ان صورتوں میں اس پرچٹی ہوگی۔ہاں اگراس نے تعدی اورتصرف بے جا نہیں کیا اورکھیتی کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں برتی باوجود اس کے فصل کونقصان پہنچا تو پھراس پرکوئی تاوان نہیں ہوگا۔بوقت ''عقدمزارعت'' یہ شرط اگر چہ لگائی گئی ہوکہ کھیتی کے نقصان کا بہرصورت مزارع ضامن ہوگا''۔

حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اوروہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اُوْدِعَ وَدِیْعَةً فَلاضَمَانَ عَلَیْه

جس شخص کے ہاں امانت رکھی گئی اس پرضمان نہیں ہے۔(سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث،۲۴۰۱،دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اِشْتِرَاطُ الضَّمَانِ عَلٰی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ بِهٖ یُفْتٰی وَفِی الْعِمَادِیَّةِ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ اَلشَّرْطُ وَغَیْرُالشَّرْطِ سَوَاءٌ لِاَنَّ اِشْتِرَاطَ الضَّمَانِ عَلٰی الْاَمِیْنِ بَاطِلٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ"

''امانت دار پرضمان کی شرط لگانا باطل ہے اوریہی قول مفتیٰ بہ ہے۔ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔امین پرشرط اورعدم شرط کی قید یکساں ہے۔کیونکہ امین پرضمان کی شرط باطل ہے اورہم اسی پرفتویٰ دیتے ہیں۔

(تنقیح الحامدیہ:۲/۸۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ سے مزارع کے متعلق سوال کیا گیا ہے،جواب مع سوال ملاحظہ کیجئے۔

سُئِلَ: "فِی الْمُزَارِعِ قَصَّرَفِیْ عَمَلِ الْاَرْضِ الْمُعْتَادِمِنَ السَّقْیِ وَغَیْرِهٖ فِی الْمُزَارَعَةِ الصَّحِیْحَةِ حَتّٰی هَلَکَ الزَّرْعُ فَهَلْ یَضْمَنُ"؟

اَلْجَوَابُ: "نَعَمْ یَضْمَنُ لِوُجُوْبِ الْعَمَلِ عَلَیْهِ کَمَاصَرَّحَ بِذٰلِکَ فِیْ مُزَارَعَةِ التَّنْوِیْرِ".

مزارعۃ صحیحۃ میں مزارع مروجہ آبپاشی وغیرہ کے عمل میں ایسی کوتاہی جب کرے کہ فصل تلف ہوجائے تو کیاوہ ضامن ہوگا یانہیں؟۔

کیا آپ کومعلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کادوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

جواب لکھتے ہیں: ہاں وہ تاوان دے گا، چونکہ اس پر کام کرنا ضروری تھا۔ (تنقیح الحامدیہ:۲/۲۰۵؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(مزارع عقد مزارعت صحیحہ میں کھیت سیراب کرنے میں اس قدر اگر کوتاہی کرے کہ کھیتی ختم ہوجائے تو وہ ضمان دے گا۔ کیونکہ اس پر کام کرنا ضروری تھا اور اس پر امانتوں کی (حفاظت میں) کوتاہی کے سبب ضمان کے مثل ضمان ہوگی کیونکہ کھیت اس کے ہاں امانت ہے اور مزارعت فاسدہ میں ضمان نہیں ہوگی)۔

معروف محقق علامہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"فَاِنْ كَانَتِ الْاَرْضُ تُسْقٰى بِمَاءِ السَّمَاءِ لَايُجْبَرُاَحَدٌعَلَى السَّقْيِ،وَاِلَّافَعَلَى النَّحْوِ الْمُعْتَادِ .فَاِذَاقَصَّرَ الْمُزَارِعُ فِیْ عَقْدِالْمُزَارَعَةِ الصَّحِيْحَةِفِیْ سَقْيِ الْاَرْضِ حَتّٰى هَلَكَ الزَّرْعُ بِهٰذَاالسَّبَبِ يَضْمَنُ لِوُجُوْبِ الْعَمَلِ عَلَيْهِ فِيْهَا،وَيَضْمَنُ ضَمَانَ الْاَمَانَاتِ بِالتَّقْصِيْرِ،لِاَنَّ الْاَرْضَ فِیْ يَدِهٖ اَمَانَةٌ.وَلَايَضْمَنُ فِی الْمُزَارَعَةِ الْفَاسِدَةِ".

"کھیت بارش کے پانی سے اگر سیراب کی جاتی تھی تو (انقطاع باراں کے وقت) کسی کو (پانی خرید کر یا محنت، مشقت سے پانی نکال کر یا لاکر کھیتی) سیراب کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ہاں کھیتی بارش کے پانی سے اگر سیراب نہیں کی جاتی تو پھر بطریق مروج آبپاشی ہوگی اور مزارع عقد مزارعت صحیحہ میں کھیت سیراب کرنے میں اس قدر اگر کوتاہی کرے کہ کھیتی ختم ہوجائے تو وہ ضمان دے گا۔ کیونکہ اس پر کام کرنا ضروری تھا اور اس پر امانتوں کی (حفاظت میں) کوتاہی کے سبب ضمان کے مثل ضمان ہوگی۔ کیونکہ کھیت اس کے ہاں امانت ہے اور مزارعت فاسدہ میں ضمان نہیں ہوگی"۔ (الفقہ الاسلامی:۵/۴۹۲؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ لاہور)

آئمہ وخطباء کے لئے فکر انگیز

امام وخطیب کی شرعی ومعاشرتی حیثیت

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

کتاب ملنے کا پتہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار لاہور۔ کراچی۔

الحدود تدرء بالشبہات ☆ حدود شبہات سے ساقط کردی جاتی ہیں